Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم سوموار

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۴۵ پیسے

جلد ۶۹/۳۴	۲ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ ۔ ۲۱ صلح ۱۳۵۹ ہش ۔ ۲۱ جنوری ۱۹۸۰ء	نمبر ۱۷

ہر ایسی دُعا جو انسان کو فائدہ دینے والی ہے قبول کی جائیگی

یہ ایک سچا اور یقینی امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دُعاؤں کو سُنتا ہے

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"یہ ایک سچا اور یقینی امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سُنتا ہے اور ان کو قبولیت کا شرف بخشتا ہے مگر ہر رطب و یابس کو نہیں کیونکہ جوشِ نفس کی وجہ سے انسان انجام اور مآل کو نہیں دیکھتا اور دُعا کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ جو حقیقی بہی خواہ اور مآل بین ہے ان مضرتوں اور بد نتائج کو ملحوظ رکھ کر جو اس دعا کے تحت میں بصورت قبول داعی کو پہنچ سکتے ہیں اسے ردّ کر دیتا ہے اور یہ ردِّ دعا ہی اس کے لئے قبولِ دعا ہوتا ہے۔ پس ایسی دعائیں جن میں انسان حوادث اور صدمات سے محفوظ رہتا ہے اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے مگر مضر دعاؤں کو بصورت ردّ قبول فرما لیتا ہے۔ مجھے یہ الہام بارہا ہو چکا ہے اُجِیْبُ کُلَّ دُعَائِکَ۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ ہر ایک ایسی دعا جو نفس الامر میں نافع اور مفید ہے قبول کی جائے گی۔ مَیں جب اس خیال کو اپنے دل میں پاتا ہوں تو میری رُوح لذّت اور سرور سے بھر جاتی ہے۔ جب مجھے یہ اوّل ہی اوّل الہام ہؤا قریباً پچیس یا تیس برس کا عرصہ ہوتا ہے تو مجھے بہت ہی خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ میری دعائیں جو میرے یا میرے احباب کے متعلق ہوں گی ضرور قبول کرے گا۔ پھر مَیں نے خیال کیا اِس معاملے میں بخل نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ یہ ایک انعامِ الٰہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے متّقین کی صفت میں فرمایا ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ۔ پس مَیں نے اپنے دوستوں کے لئے یہ اصول کر رکھا ہے کہ خواہ وہ یاد دلائیں یا نہ یاد دلائیں کوئی امر خطیر پیش کریں یا نہ کریں ان کی دینی اور دنیوی بھلائی کے لئے دعا کی جاتی ہے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السّلام جلد اوّل صفحہ ۱۰۷)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۰ صلح (جنوری) سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آجکل ربوہ سے باہر تشریف فرما ہیں۔ باہر سے آمدہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ :-

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ۔

احبابِ جماعت التزام اور توجہ کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو اپنی حفظ و امان میں رکھے، آپ کو صحت و عافیت والی لمبی عمر عطا کرے اور آپ کے مقاصد دینیہ میں اپنے فرشتوں کی مدد عطا کرے اور ہر ہر لحظہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت پہلے سے بہتر ہے۔

احبابِ جماعت دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیّدہ ممدوحہ مدظلہا کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کا بابرکت سایہ تا دیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین

مورخہ ۷ جنوری ۱۹۸۰ء کو اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے بیٹے وحید الدین عبید اللہ ساکن کراچی کو بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام شعیب عبید اللہ تجویز ہؤا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و عافیت سے لمبی عمر عطا فرمائے اور خادمِ دین بنائے۔ آمین

(بشیر الدین عبید اللہ۔ ربوہ)

ماہ بماہ لازمی چندہ جات کی ادائیگی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(ناظر بیت المال آمد۔ ربوہ)

جماعتِ احمدیہ کی ۶۱ ویں مجلسِ مشاورت

۲۸-۲۹-۳۰ مارچ ۱۹۸۰ء کو منعقد ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعتِ احمدیہ کی ۶۱ ویں مجلس مشاورت انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۸-۲۹-۳۰ امان ۱۳۵۹ ہش (مطابق ۲۸-۲۹-۳۰ مارچ ۱۹۸۰ء) بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار ایوانِ محمود ربوہ میں منعقد ہوگی۔

(سیکرٹری مجلس مشاورت)

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سیّد عبد الحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
۲ ربیع الاول ۱۴۰۰ھ
۲۱ صلح ۱۳۵۹ہش

سب سے زیادہ فراموش کی جانیوالی بُنیادی حقیقت

ایک بنیادی حقیقت جس پر اسلام نے بہت زور دیا ہے یہ ہے کہ دنیا کی زندگی ایک عارضی زندگی ہے۔ اس نے بہرحال ختم ہو جانا ہے۔ اصل اور دائمی زندگی وہ ہے جو مرنے کے بعد شروع ہوگی۔ اس لئے دنیا کی عارضی زندگی کو اس طرح گزارنا چاہیئے اور یہاں کی نعمتوں اور آسائشوں سے صرف اس حد تک اور اس رنگ میں ہی فائدہ اٹھانا چاہیئے کہ اس کے نتیجہ میں اگلے جہان کی دائمی خوشحالی نصیب ہو سکے۔ اس سے بڑھ کر بے عقلی اور بے وقوفی اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ انسان محض چند روزہ عارضی فائدہ کے پیچھے پڑا رہے اور دائمی نقصان اور خسارہ سے بچنے کو چنداں اہمیت نہ دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس بنیادی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝

(العنکبوت آیت ۶۵)

ترجمہ:- اور یہ ورلی زندگی صرف ایک غفلت اور کھیل کا سامان اور اُخروی زندگی کا گھر ہی درحقیقت اصلی زندگی کا گھر کہلا سکتا ہے۔ کاش کہ لوگ (اس بنیادی حقیقت کو) جانتے۔

اس آیت میں لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ سے صاف ظاہر ہے کہ ہر چند کہ اس دُنیا کی زندگی کا عارضی اور فانی ہونا اور اُخروی زندگی کا دائمی ہونا ایک بدیہی امر ہے۔ تاہم یہی وہ بنیادی حقیقت ہے جسے لوگ سب سے پہلے اور سب سے زیادہ فراموش کر دیتے ہیں اور جانتے بوجھتے ہوئے بھی اس حقیقت سے آنکھیں موند لیتے ہیں۔ جبھی تو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ کاش لوگ اس حقیقت سے آگاہ ہوتے! اس حقیقت سے وہ آگاہ تو ہوتے ہیں کیونکہ ہمیشہ کی زندگی اس دنیا میں کسی کو کبھی ملی ہی نہیں جو کبھی اس دنیا میں آتا ہے وہ بالآخر موت کی آغوش میں جائے بغیر نہیں رہتا اور ایک دفعہ یہاں سے جانے کے بعد پھر کبھی واپس نہیں لوٹتا اور پھر ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء یہی بتاتے چلے آئے کہ اصل اور دائمی زندگی اگلے جہان کی زندگی ہے اس کے باوجود لوگوں کی غالب اکثریت اس حقیقت کو نظر انداز کرتی رہی اور کرتی چلی آ رہی ہے۔ ایسی آگاہی جس کی عمل سے نفی کی جائے آگاہی شمار کئے جانے کے قابل نہیں رہتی۔ لوگوں کے اس ہمہ گیر منفی عمل کی طرف ہی لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

اگر دیکھا جائے تو ہر قسم کی گمراہیاں اس بنیادی حقیقت کو اولاً نظر انداز اور پھر فراموش کرنے کے نتیجہ میں ہی پیدا ہوتی ہیں۔ انسان خدا تعالیٰ اور اس کے دین سے اسی لئے غفلت برتتا ہے کہ وہ اس بنیادی حقیقت کو فراموش کر کے دنیا اور اس کی زینتوں کی طرف مائل ہوتا چلا جاتا ہے اور پھر ان میں ایسا مستغرق ہوتا ہے کہ اسے بھولے سے بھی یہ یاد نہیں آتا کہ اس نے مر کر اپنے خدا کے حضور میں پیش ہونا اور اپنے تمام چھوٹے بڑے افعال و اعمال کا جواب دینا ہے۔ ایسا شخص اپنی نفسانی خواہشات کا غلام بن جاتا ہے اور اسی درجہ ان کے اشارہ پر چلنے لگتا ہے کہ گویا وہ خدا ہیں اور وہ خود ان کے آگے سجدہ میں گرا ہوا ہے ایسا انسان کلی طور پر گمراہی کے گڑھے میں جا گرتا ہے اور اس کی عقل پر ایسا پردہ پڑتا ہے کہ پھر اس کا ہدایت کی راہ پر واپس آنا ممکن نہیں رہتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ایسے انسان کی پست درجہ کی گمراہی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

(الجاثیہ آیت ۲۴)

ترجمہ:- کیا تُو نے اُس شخص کی حالت پر بھی غور کیا ہے جس نے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا لیا ہے اور اللہ نے اس کو (اپنے) علم کامل کی بنا پر گمراہ قرار دیا ہے اور (اُس کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے) اُس کے کانوں اور اس کے دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے سو اب اللہ کے اس فعل کے بعد اس کو کون ہدایت دے سکے گا؟ کیا وہ نصیحت نہیں حاصل کرتے؟

ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو بالآخر حیات اُخروی کے سرے سے منکر ہو جاتے ہیں اور دنیا طلبی میں پڑ کر وہ ہمیشہ ہمیش قائم رہنے والی اخروی زندگی کی دائمی اور لازوال نعمتوں سے اپنے آپ کو محروم کر لیتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:-

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ؕ (الجاثیہ آیت ۲۵)

ترجمہ:- اور وہ کہتے ہیں یہی ورلی زندگی ہمارے لئے مقدر ہے۔ اس زندگی کو گزارتے ہوئے ہم مریں گے اور اسی کا لطف اُٹھاتے ہوئے ہم زندہ رہیں گے اور زمانہ ہی ہمیں (اپنے اثر سے) ہلاک کرتا ہے۔ لیکن ان کو اس بات کا کوئی علم نہیں (یعنی وہ یہ بات کسی علم کی بناء پر نہیں کہتے بلکہ) وہ صرف ڈھکوسلے مار رہے ہیں۔

الغرض مذہب کی یہ ایک بنیادی حقیقت ہے کہ دنیوی زندگی محض عارضی زندگی ہے اس کی حیثیت لہو و لعب سے زیادہ نہیں اصل اور حقیقی اور ہمیشہ قائم رہنے والی زندگی اگلے جہان کی زندگی ہے اور یہی وہ بنیادی حقیقت ہے جسے دُنیا کے اکثر و بیشتر انسان جانتے بوجھتے ہوئے بھی سب سے زیادہ فراموش کر بیٹھتے ہیں اور گمراہی کے گڑھے میں جا گرتے ہیں اور پھر اس گڑھے سے نکلنا ان کے لئے ناممکن ہو جاتا ہے۔ خُدا تعالیٰ کے مامور ہی انہیں اس گڑھے سے نکالتے ہیں ان کی بعثت کی بڑی غرض یہی ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کی ہستی اور حیات الآخرہ پر زندہ اور حقیقی ایمان سے مالا مال کر کے اُنہیں گمراہی کے گڑھے سے نکالیں۔ دوزخ کی آگ میں پہنچانے والا یہی وہ گڑھا تھا جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بچایا اور انہیں یاد دلایا کہ:-

كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

(آل عمران آیت ۱۰۴)

ترجمہ:- تم آگ کے ایک گڑھے کے کنارے پر تھے مگر اُس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کو بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

سلائیڈ پروجیکٹر

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ احباب جماعت میں سلائیڈز کے ذریعہ اصلاح و ارشاد کا شوق بڑھتا جا رہا ہے۔ اور یہ طریق ہے بھی نہایت ہی مؤثر۔

اس سلسلہ میں احباب کی مدد کے لئے سلائیڈز کے بعض سیٹ عاجز نے تیار کئے ہیں جن دوستوں کو ضرورت ہو وہ عاجز سے رابطہ کریں۔

نیز سلائیڈز دکھانے والا ایک پروجیکٹر (عمدہ قسم کا)، برائے فروخت موجود ہے۔

محمد اسماعیل منیر
تحریک جدید کوارٹر ۲۸ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدّ و جزر

(مکرم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب ایم۔ایس سی ربوہ)

سمندر کے پانی کو ایک لحظہ کے لئے بھی قرار نہیں۔ اس کی حرکت بھی بڑی عجیب غریب اور بڑی پُرحکمت ہے۔ ایک ظاہر بین کو تو اس میں کوئی خاص بات نظر نہیں آتی لیکن بغور مشاہدہ اور معائنہ کرنے والے جانتے ہیں کہ دن رات کے چوبیس گھنٹے میں دو مرتبہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا سمندر کا سینہ ابھرتا اور سکڑتا ہے۔ بس یوں لگتا ہے کہ سمندر بھی ہماری طرح سانس لیتا ہے۔ کبھی پانی ساحل سے بہت دُور چلا جاتا ہے اور کنارے پر ریت، پتھر وغیرہ بالکل ننگے ہو جاتے ہیں۔ پھر کچھ دیر بعد پانی واپس لوٹتا ہے اور ساحل کا کچھ حصہ زیرِ آب آجاتا ہے۔ پانی کے چڑھنے اور اترنے کی اس کیفیت کو مدّ و جزر یا جوار بھاٹا کہتے ہیں۔

پانی کا یہ اتار چڑھاؤ عام لہروں سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ عام لہروں میں پانی کی حرکت سطحی ہوتی ہے اور اس میں اُتار چڑھاؤ ہر چند لمحوں بعد ہوتا ہے لیکن مدّ و جزر میں سارے کا سارا پانی سطح سے لے کر پیندے تک متاثر ہوتا ہے اور اس میں اتار چڑھاؤ کی کیفیت گھنٹوں قائم رہتی ہے۔

قانونِ تجاذب

مدّ و جزر کی کیفیت سے تو انسان قدیم زمانہ سے واقف ہے۔ جب سے لوگ ساحلوں کے قریب آباد ہوئے انہیں اس اتار چڑھاؤ کا بھی علم ہوا لیکن ایسا کیوں ہوتا ہے وہ کچھ نہیں جانتے تھے یہ امر کہ مدّ و جزر کا تعلق چاند کے گھٹنے بڑھنے اور اس کی اشکال سے ہے سب سے پہلے مارسیلز کے رہنے والے ایک یونانی پائی تھیاس نے دریافت کیا تھا جو اب سے تقریباً دو ہزار سال پہلے گزرا ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ ان دونوں میں باہمی کیا جوڑ ہے اور جوار بھاٹے کی کیفیت کیوں پیدا ہوتی ہے۔ اس کی اصلی وجہ اس وقت سمجھ میں آئی جب نیوٹن نے قانونِ تجاذب دریافت کیا اس قانون کے مطابق دنیا کی ہر چیز دوسری چیز کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے جس قدر کوئی چیز جسامت میں بڑی ہوتی ہے اسی قدر اس کی کشش زیادہ ہوتی ہے لیکن جس قدر درمیانی فاصلہ زیادہ ہوتا ہے اسی قدر یہ کمزور ہو جاتی ہے۔ زمین ایک بہت بڑا جسم ہے اور اس کی تجاذبی کشش بڑی زبردست ہے۔ کوئی چیز ہوا میں اڑائیں تو وہ نیچے آگرتی ہے کیونکہ زمین اس کو کھینچ رہی ہے۔ اسی کشش کی وجہ سے زمین تمام اشیاء کو اپنی طرف کھینچتی اور ان میں وزن پیدا کرتی ہے۔ سمندروں کا پانی بھی اسی کشش کی بدولت اپنے نشیبوں میں جمع رہتا ہے اور اوپر سے نیچے کی طرف بہتا ہے۔

اگر کائنات میں زمین تنہا ہوتی تو سمندر کا پانی پُرسکون حالت میں پڑا رہتا اور اس میں کوئی مدّ و جزر نہ ہوتا یہ مدّ و جزر اسی کشش کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جو نظامِ شمسی کے دوسرے ارکان اور زمین کے درمیان پائی جاتی ہے۔ نظری طور پر تو کائنات کا ہر ستارہ اور نظامِ شمسی کا ہر سیارہ سمندر پر اثر انداز ہو رہا ہے اور اس میں حرکت پیدا کرتا ہے لیکن عملاً صرف سورج اور چاند ہی اس قدر بڑے اور اس قدر قریب ہیں کہ ان کی کشش قابلِ لحاظ حرکت کا موجب ہوتی ہے۔ ان دونوں سماوی کرّوں میں سے چاند کا اثر غالب ہے کیونکہ وہ زمین کے بہت قریب ہے اور اس کا فاصلہ زمین سے صرف دو لاکھ چالیس ہزار میل ہے۔ سورج کی جسامت تو چاند سے تین کروڑ گنا زیادہ ہے لیکن وہ چاند کے مقابلہ میں ۳۹۰ گنا زیادہ دُور ہے (یعنی ۹ کروڑ ۳۰ لاکھ میل) چاند کی قربت کی وجہ سے بحیثیت مجموعی اس کی کشش سورج کے مقابلہ میں دوگنا سے بھی زیادہ ہے۔

جس طرح سورج اور چاند زمین کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں اسی طرح زمین بھی ان دونوں کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے بظاہر اس باہمی کشش کا یہ نتیجہ ہونا چاہئے کہ وہ ایک دوسرے کے قریب آکر باہم متصادم ہو جائیں لیکن ایسا نہیں ہوتا جو چیز اس تصادم سے ان کو بچائے رکھتی ہے وہ ان کی تیز رفتاری ہے۔ زمین کی سورج کے گرد گردش اور چاند کی زمین کے گرد حرکت ایک مرکز گریز قوت پیدا کر دیتی ہے جو تجاذب کی قوت کا مقابلہ کرتی اور ان اجسام کو دُور رکھتی ہے۔ تمام کائنات میں جو پائیداری اور استواری پائی جاتی ہے وہ انہی دو قوتوں کے مکمل توازن سے پیدا ہوتی ہے۔

مدّ و جزر

سورج اور چاند کی تجاذبی قوت یعنی کشش اگرچہ زمین کے ہر حصہ پر یکساں عمل کرتی ہے لیکن پہاڑوں اور خشکیوں کے مقابلہ میں سمندر کے پانی پر اس کا اثر زیادہ نمایاں ہوتا ہے کیونکہ وہ حرکت کرنے کے لئے زیادہ آزاد ہوتا ہے۔ جب چاند سمندر کے کسی حصہ کے بالکل اوپر ہوتا ہے تو وہ خشکی کی نسبت پانی کو زیادہ مؤثر رنگ میں کھینچتا ہے کیونکہ اس میں لچک اور حرکت کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے۔ پھر زمین کے مرکز کے مقابلہ میں سمندر زیادہ قریب بھی ہوتا ہے اس کشش کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چاند کے نیچے پانی اکٹھا ہو کر ایک گنبد کی شکل میں اوپر کو اٹھ جاتا ہے۔ اس حصہ سمندر میں ساحل کے رہنے والوں کے لئے مد کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور سمندر کا پانی چڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ (شکل نمبر ۱ ملاحظہ کیجئے)

ٹھیک اسی وقت اس جگہ کے بالمقابل زمین کی دوسری طرف بھی پانی کی سطح بلند ہو جاتی ہے لیکن وہاں بلندی کی وجہ مختلف ہوتی ہے۔ بات یہ ہے کہ اس جگہ زمین کے مقابلہ میں سمندر کا پانی زیادہ دُور ہوتا ہے چاند کی کشش زمین کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے کیونکہ اس کا مرکز اس جگہ کے سمندر کے مقابلہ میں چار ہزار میل زیادہ قریب ہوتا ہے۔ فاصلہ کے اس فرق کی وجہ سے زمین پانی سے ہٹ کر چاند کی طرف کھنچ جاتی ہے اور زمین اور پانی کے درمیان ایک طرح کا خلا پیدا ہو جاتا ہے اس خلا کو پُر کرنے کے لئے اطراف کا پانی اس طرف دوڑتا ہے جس کی وجہ سے وہاں بھی پانی جمع ہو کر اونچا ہوتا اور مد کی کیفیت پیدا کرتا ہے۔ زمین کے اوپر اور نیچے دونوں طرف پانی کا ابھار قریباً یکساں ہوتا ہے

غرض جس وقت زمین کے دو نقاط پر مد کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اسی وقت ایسے مقامات پر جو پہلے نقاط سے ۹۰ درجے کے زاویہ پر ہوتے ہیں جزر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے کیونکہ پانی ان مقامات سے ہٹ کر مد والے مقامات کی طرف جا رہا ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سمندر کے ہر مقام پر پانی کا افقی بہاؤ ایسے مقامات کی طرف ہوتا ہے جو چاند یا سورج کے سامنے یا بالمقابل ہوتے ہیں۔ درحقیقت پانی کا یہ افقی بہاؤ ہی سمندر میں مد و جزر کی کیفیت پیدا کرتا ہے نہ کہ وہ پانی جو تجاذبی کشش کے نتیجہ میں عمودی سمت میں یعنی اوپر کو اُبھرتا ہے۔ اسی افقی بہاؤ سے جزری لہریں پیدا ہوتی ہیں۔

مد کی حالت میں پانی کا جو اُبھار پیدا ہوتا ہے وہ سورج اور چاند کے فاصلے اور ان کے نسبتی مقام پر منحصر ہوتا ہے۔ جب نیا چاند ہوتا ہے اس وقت وہ سورج اور زمین کے درمیان ہوتا ہے۔ اس حالت میں دونوں کرّوں کی تجاذبی قوت یعنی کشش ایک ہی سمت میں عمل کرتی ہے اور ایک دوسرے کی ممد ہوتی ہے۔ دونوں اجسام مل کر سمندر کے پانی کو اپنی طرف کھینچتے ہیں ایسی حالت میں پانی کا اُبھار سب سے زیادہ ہوتا ہے اور اس کو البطائے مد کہتے ہیں۔ (شکل نمبر ۱)

نئے چاند کے دو ہفتے بعد زمین سورج اور چاند کے درمیان آجاتی ہے اور چاند بدرِ کامل یعنی پورا چاند بن جاتا ہے۔ اس وقت بھی دونوں اجسام کی کشش مجتمع ہو کر اُبھار میں زیادتی پیدا کرتی ہے۔ سورج ایک طرف سے پانی کو کھینچتا ہے اور چاند دوسری طرف سے۔ (شکل نمبر ۲)

لیکن جس وقت چاند ایک ہفتہ یا تین ہفتہ کا ہوتا ہے تو سورج اور چاند کی کشش مخالف سمت میں پانی کو کھینچتی ہے اور دونوں کی کشش ایک دوسرے کے اثر کو زائل کر دیتی ہیں۔ (شکل نمبر ۳) تاہم چاند کا اثر فاصلہ کی کمی کی وجہ سے غالب رہتا ہے۔ ان اوقات میں پانی کی لہر نہ زیادہ اونچی ہوتی ہے اور نہ بہت پست اس حالت کو جزر اصغر کہتے ہیں۔ البطائے مد میں جزر اصغر کے بالمقابل پانی کا اتار چڑھاؤ تین گنا زیادہ ہوتا ہے (شکل نمبر ۳)

اگر چاند ہمیشہ اپنی جگہ پر قائم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رہتا تو زمین کی محوری گردش سمندر کے مختلف حصوں کو باری باری چاند کے نیچے لے آتی اور وہاں پانی کا ابھار پیدا ہوتا ہے۔ ہر جگہ جزر کامل کی یہ کیفیت پورے ۱۲ گھنٹے بعد پیدا ہوتی ہے یعنی دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں ایک دفعہ اس وقت جب کہ وہ مقام چاند کے نیچے ہوتا اور دوسری مرتبہ اس وقت جبکہ وہ ٹھیک زمین کی دوسری جانب ہوتا ہے لیکن چاند ساکن نہیں ہے۔ وہ آہستہ آہستہ زمین کے گرد اسی سمت میں حرکت کرتا ہے جس میں زمین حرکت کرتی ہے یعنی مغرب سے مشرق کی طرف۔ (دیکھئے شکل نمبر ۳) اس وجہ سے جب زمین ایک گردش مکمل کر لیتی ہے تو ایک خاص مقام پہلے کی طرح بالکل چاند کے نیچے نہیں آتا کیونکہ اس اثناء میں چاند بھی آگے بڑھ جاتا ہے زمین کو مزید ۵۰ منٹ حرکت کرنی پڑتی ہے تب وہ مقام چاند کے نیچے آتا ہے۔ اسی وجہ سے چاند ہر روز ۵۰ منٹ دیر سے طلوع ہوتا ہے اور ہر دفعہ جزر کامل میں ۲۵ منٹ کا وقفہ پڑ جاتا ہے۔

چاند اگر اپنی گردش کے دوران ہمیشہ خطِ استوا پر رہتا تو جزر کامل بھی ہمیشہ ۱۲ گھنٹے ۲۵ منٹ بعد ہوا کرتا اور یہ کیفیت شمالی اور جنوبی نصف کرّہ میں یکساں رہتی۔ ہر بندرگاہ پر چھ، چھ گھنٹے کے برابر وقفہ سے دو جزر کامل اور دو جزر اصغر پیدا ہوتے لیکن چاند کا مدار (یعنی راستہ) خطِ استوا سے ۲۸½ درجے کا زاویہ بناتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے ماہانہ سفر میں ۲۸½ درجے شمالی اور ۲۸½ درجے جنوبی عرض بلد کے درمیان گھومتا ہے۔ چاند کے مدار کے اس میلان (جھکاؤ) کی وجہ سے دو قسم کا مدوجزر پیدا ہوتا ہے۔ ایک کا وقفہ ۱۲ گھنٹے ۲۵ منٹ ہوتا ہے۔ اسے ہم نصف روزہ مدوجزر کہتے ہیں۔ دوسرا وہ مدوجزر جو ۲۴ گھنٹے ۵۰ منٹ بعد واقع ہوتا ہے۔ اسے ہم یومیہ کہہ سکتے ہیں۔ جن مقامات پر مدوجزر پیدا کرنے والی قوتیں غالب طور پر نصف روزہ ہوتی ہیں وہاں ہر روز دو مرتبہ لہر اترتی اور چڑھتی ہے اور مدوجزر کے دو دور آتے ہیں۔ ان دونوں دوروں میں لہر کی بلندی قریباً یکساں ہوتی ہے۔ شمالی امریکہ کے مشرقی ساحل اور یورپ کے درمیان بحراوقیانوس میں، اسی طرح بحیرۂ سفید اور سائبیریا (روس) کے ساحل کے قریب یہی صورت ہوتی ہے۔

لیکن جن مقامات پر لہر پیدا کرنے والی قوتیں یومیہ قسم کی ہیں وہاں دن رات میں صرف ایک مرتبہ جزر کامل ہوتا اور پانی اترتا چڑھتا ہے۔ یہ کیفیت خلیج میکسیکو، الاسکا کے بعض ساحلوں، فلپائن اور چین کے قریب ہوتی ہے بعض جگہ مدوجزر کی کیفیت جزوی طور پر نصف روزہ اور یومیہ ہوتی ہے۔ گویا ملی جلی حالت ہوتی ہے۔ اس صورت میں اگرچہ مدوجزر دو مرتبہ ہوتا ہے لیکن ایک دفعہ لہر کی بلندی زیادہ ہوتی ہے اور دوسری مرتبہ کم۔ بحرالکاہل اور بحر ہند کے بیشتر حصوں میں یہی صورت غالب ہوتی ہے۔

پانی کے اتار چڑھاؤ کا انحصار ساحل کی کیفیت پر بھی ہوتا ہے۔ کھلے سمندروں میں پانی کی بلندی دو تین فٹ کے قریب ہوتی ہے لیکن ساحلوں کے قریب پانی بہت زیادہ بلند ہو جاتا ہے کیونکہ پانی کے بہاؤ میں رکاوٹ سی واقع ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بندرگاہوں میں پانی جس وقت چڑھتا ہے تو بڑے بڑے جہاز آسانی سے گزر جاتے ہیں لیکن اتار کے وقت بعض دفعہ معمولی کشتی بھی نیچے لگ جاتی ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ پانی کا اُبھار خلیج فنڈی (نووا سکائیا) میں ہوتا ہے جہاں پانی پچاس ساٹھ فٹ تک بلند ہو جاتا ہے۔ کئی خلیجوں، تنگ کھاڑیوں اور دریا کے دہانوں میں پانی بیس سے تیس فٹ تک اونچا ہو جاتا ہے۔ ایمیزان کی طرح کے چند دریاؤں کے دہانے ایسے ہیں جہاں بڑی مقدار میں پانی سمندر میں گرتا ہے اور دریا کا پانی سمندر کو روکے رکھتا ہے تاہم جب لہر آتی ہے تو دریا میں پانی دس، دس فٹ اونچا ہو جاتا ہے پانامہ کے قریب بحراوقیانوس کے ساحل پر لہر کی بلندی صرف ایک فٹ ہوتی ہے لیکن اسی عرض بلد میں بحرالکاہل کے ساحل پر پانی ۱۲ سے ۱۶ فٹ اونچا ہو جاتا ہے۔ بحرالکاہل میں جاپان سے جزائر کیرولین تک ایک سکونی خطہ ہے جہاں پانی کا ابھار بمشکل ایک یا ڈیڑھ فٹ ہوتا ہے۔ اسی طرح جنوبی بحرالکاہل میں بھی اسی قسم کا ایک خطہ ہے جو جزیرہ تاہٹی کے قریب ہے۔ یہاں پر لہر کی بلندی ایک فٹ سے بھی کم ہے اور پانی کا اتار چڑھاؤ اس قدر باقاعدہ ہے کہ اس سے گھڑیاں درست کی جاسکتی ہیں

لہر کی پیش بینی

مدّ و جزر کی لہریں نہ صرف چاند اور سورج سے متاثر ہوتی ہیں بلکہ زمین کی حرکت، پیندے اور ساحل کی مزاحمت سمندر، خلیج یا کھاڑی کی وسعت اور گہرائی بلکہ درجہ حرارت اور ہوا کے دباؤ میں تبدیلیاں سب ان پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس لئے محض چاند اور سورج اور چاند کے مقام سے جزری لہروں کی پیش بینی نہیں کی جا سکتی۔ یہ سب عوامل مختلف رنگ میں اثر ڈالتے ہیں۔ اس لئے ہر بندرگاہ، خلیج اور کھاڑی میں لہروں کی کیفیت الگ الگ ہے اور ان کا صحیح اندازہ مقامی طور پر صحیح پیمائشات سے ہی ہو سکتا ہے اگرچہ مدوجزر کی کیفیت کسی دو مقام پر یکساں نہیں ہوتی بلکہ ایک ہی جگہ پر بھی ہر گھنٹہ اس میں تبدیلی ہوتی ہے تاہم علم اب اس قدر ترقی کر گیا ہے کہ خودکار مشینوں اور کمپیوٹروں کی مدد سے چند گھنٹے میں ہم بتلا سکتے ہیں کہ کسی خاص مقام پر کسی خاص وقت میں مدّوجزر کی کیفیت کیا ہوگی بلکہ سال بھر کے نقشے تیار کئے جا سکتے ہیں اور کئے جا رہے ہیں۔ ان نقشوں اور جدولوں کے ذریعہ جہازرانوں کو پتہ لگ جاتا ہے کہ کسی خاص بندرگاہ میں ان کا جہاز کس وقت اور کس حد تک اندر جا سکتا ہے۔

جزری لہروں کی توانائی

فرانسیسی بندرگاہ چیربرو (cherborough) کے قریب جزری لہروں کی رفتار چھ سے نو میل فی گھنٹہ ہوتی ہے۔ جاپان، فلپائن اور جزائر ایلیوشن کے درمیان آبناؤں میں رفتار آٹھ تا دس میل ہو جاتی ہے لیکن جزائر فاک لینڈ کے قریب رفتار میں اور زیادتی ہوتی ہے اور وہ چودہ میل تک پہنچتی ہے۔ سب سے زیادہ رفتار ناروے کے ساحل پر ہوتی ہے بالخصوص بہار کے موسم میں جب کہ برف کے پگھلنے سے لہریں اضافہ ہوتا ہے، وہاں رفتار ۱۶ میل فی گھنٹہ کے قریب ہو جاتی ہے

ان لہروں کی وجہ سے پانی کی بہت بڑی مقدار حرکت میں آتی ہے۔ اس کی حرکی توانائی کا اندازہ ایک ارب کلوواٹ کیا گیا ہے۔ اگر اس توانائی کے دسویں بلکہ سوویں حصہ کو بھی برقی قوت میں تبدیل کیا جا سکے تو اس سے بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے اس توانائی سے استفادہ کرنے کا خیال تو سائنسدانوں کو بہت عرصہ سے ہے لیکن اس میں بعض تکنیکی مشکلات ایسی درپیش ہیں جن کا حل ابھی تک دریافت نہیں کیا جا سکا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہم توانائی پیدا کرنے کے لئے سمندر میں کچھ نصیبات قائم کر دیں تو طوفان کے وقت وہ سمندر کے تموّج کو برداشت نہیں کر سکیں گی اور ان کے جلد تباہ ہو جانے کا امکان ہے۔ اس سلسلہ میں ہمیں ابھی بہت کچھ غور و فکر کرنا اور سیکھنا ہے۔ یہ ایک میدان عمل ہے جو دنیا بھر کے سائنس دانوں کو دعوت فکر و عمل دے رہا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ ہم سارے علوم پر حاوی ہو گئے ہیں اور آئندہ آنے والوں کے لئے تحقیق و تفتیش کا کوئی میدان باقی نہیں۔

شکل نمبر ۱ ابطائے مد

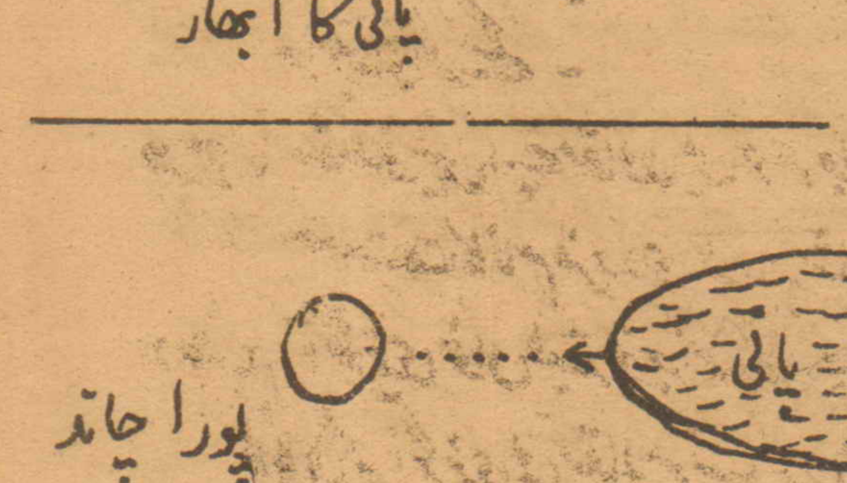

شکل ۲

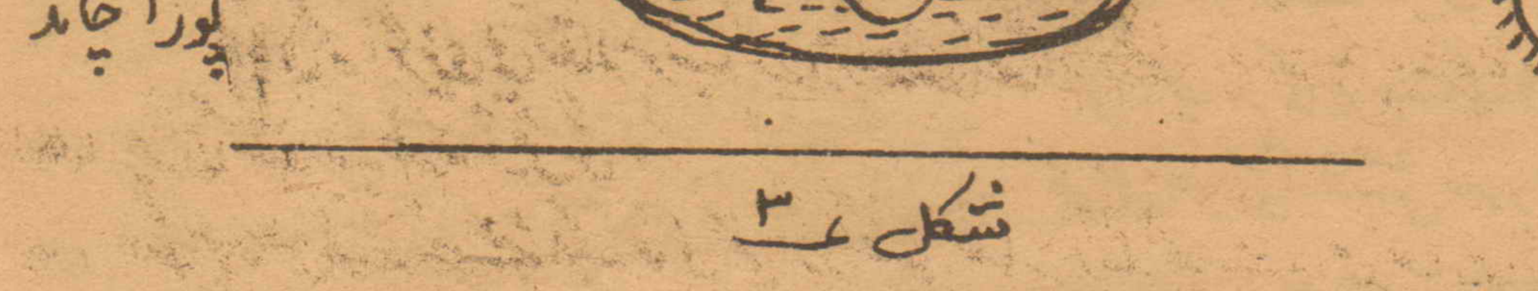

شکل ۳

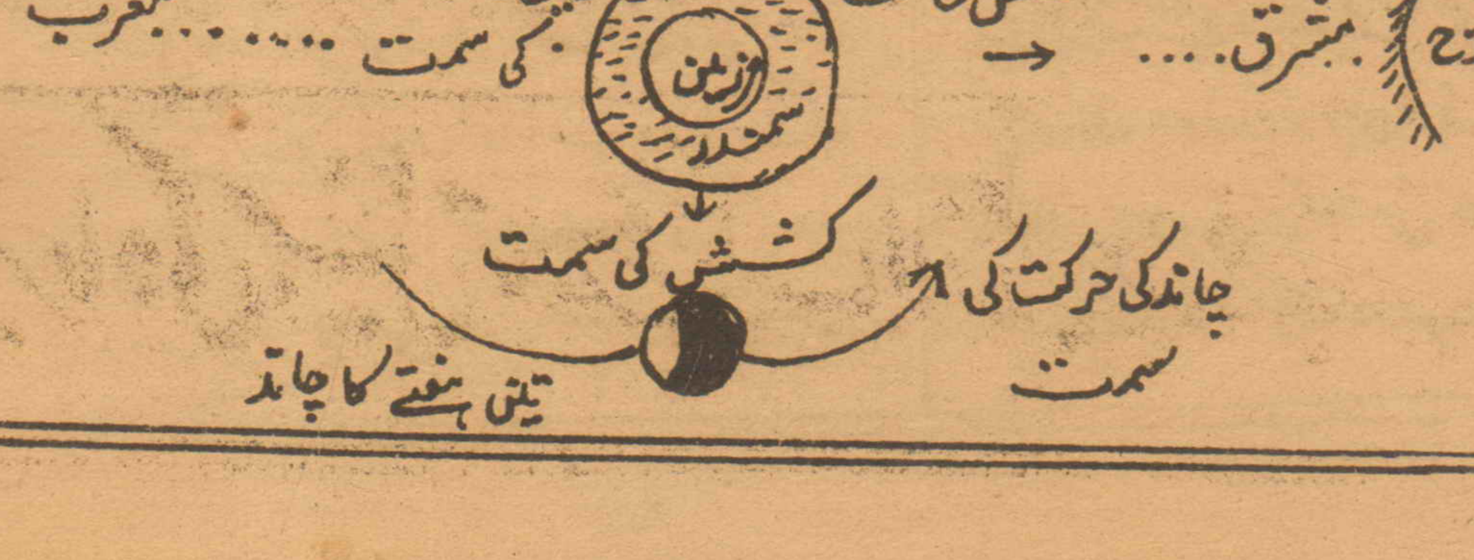

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فضلِ عمر فاؤنڈیشن نے انعامی رقم میں ایک ہزار روپے اضافہ کر دیا

علمی تصانیف پر اب اڑھائی ہزار روپے فی کتاب کے حساب سے پانچ انعامات دیئے جائیں گے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلسہ سالانہ ۱۹۴۹ء کے موقع پر احباب جماعت کے سامنے سلسلۂ کتب کی تصنیف کے بارے میں ایک جامع سکیم رکھی تھی۔ اس سکیم کی ترغیب کے لئے فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے اڑھائی اڑھائی ہزار روپے کے پانچ انعامات مقرر کئے گئے ہیں۔ یہ انعامات ان کتب کے لئے مقرر کئے گئے ہیں جو مندرجہ ذیل وسیع عنوانات کی شقوں میں سے کسی ایک شق کے تحت آجائیں:۔

پہلا انعام:۔
بنیادی اسلامی عقائد مثلاً ہستی باری تعالیٰ۔ صفات الٰہیہ۔ ضرورت نبوت۔ معیار شناخت نبوت۔ دعا۔ قضا و قدر۔ بعث بعد الموت۔ بہشت و دوزخ۔ معجزات ضرورت شریعت وغیرہ۔

دوسرا انعام:۔
اسلامی عبادات اور اسلامی اخلاق کا کوئی پہلو۔

تیسرا انعام:۔
تاریخ مذہب۔ تاریخ انبیائے سابقہ۔ تاریخ اسلام۔ کسی ملک میں اسلام پھیلنے کی تاریخ تاریخ احمدیت۔ صحابہؓ یا کسی ممتاز مسلمان کی تاریخ و سیرت وغیرہ۔

چوتھا انعام:۔
اسلامی اقتصادیات مثلاً "بنکنگ اور سود"۔ "نظام بیمہ"۔ "لیبر اور متعلقہ مسائل" "تجارتی کمپنیوں کا نظام"۔ "انڈسٹری"۔ "بین الاقوامی تجارت" (ان مضامین پر اسلامی نقطۂ نگاہ سے روشنی ڈالنے کے علاوہ رائج الوقت نظام کے ساتھ موازنہ بھی کرنا ہوگا) کسی دنیوی علم کی ترقی کے لئے مسلمانوں کی تحقیق اور اس کی ترقی میں اُن کا حصہ۔

پانچواں انعام:۔
کوئی علمی موضوع جو اُوپر کی شقوں میں شامل نہ ہو:۔

شرائط

(۱) یہ انعام ہر سال دیا جائے گا۔ اس کے لئے سال یکم جنوری سے ۳۱ دسمبر تک شمار ہوگا
(۲) مقابلہ میں وہی مسودات کتب شامل کئے جا سکیں گے جو یکم نومبر تک دفتر فضل عمر فاؤنڈیشن میں موصول ہو جائیں گے۔ البتہ خاص حالات میں استثنائی طور پر اس کے بعد بھی کوئی مقالہ قبول کیا جا سکے گا۔

(۳) یہ ضروری ہوگا کہ کتاب شائع شدہ نہ ہو بلکہ صرف مسودہ بھجوایا جائے گا۔

(۴) یہ مسودہ بیس ہزار الفاظ سے کم نہ ہو۔

(الف) مسودہ کی دو مجلد کاپیاں داخل کی جائیں۔

(ب) مقالہ لکھنے سے پہلے مؤلف اپنے مقالہ کے مضمون کا مجمل ڈھانچہ ارسال کریں تاکہ متعلقہ کمیٹی اس پر غور کر کے اگر ضرورت سمجھے تو مضمون کو بہتر بنانے کیلئے مناسب راہنمائی کر سکے۔

(ج) مقالہ نویس اپنے مقالوں میں حوالہ جات مکمل درج کریں جن میں کتاب کا سن طباعت اور مصنف کا نام ضروری طور پر شامل کیا جائے۔

(۵) انگریزی خواں طبقہ توجہ کرے۔ جائز ہوگا کہ ایک عربی دان عالم اور ایک انگریزی دان مل کر انگریزی میں مقالہ مرتب کریں جو دونوں کے نام پر شمار اور شائع ہو سکے گا۔

(۵) پرانی کتب زیر غور نہ آئیں گی۔

(۶) انعام حاصل کرنے کے لئے ایک خاص علمی اور تحقیقی معیار مقرر کیا گیا ہے۔ اس معیار پر اترنے کا فیصلہ اور انعام کے قابل سمجھے جانے کا فیصلہ ایک بورڈ کرے گا جس کا تقرر اس غرض کیلئے صدر محترم فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے ہوا کرے گا۔ اس بورڈ کا فیصلہ آخری اور قطعی ہوگا۔ اور اس کے خلاف کسی عدالت میں چارہ جوئی نہیں ہو سکے گی۔

(۶) (الف) مستحق انعام قرار دیئے جانے والے مقالوں کے مؤلفین کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اپنے مقالوں کی اشاعت سے پہلے منصفین کی ہدایات کی روشنی میں اپنے مسودوں کی تصحیح کر لیں۔

(ب) نیز مسودہ کی ایک تصحیح شدہ نقل ریکارڈ کے لئے دفتر میں داخل کریں۔

(۷) ضروری نہ ہوگا کہ ہر سال یہ انعام ضرور دیا جائے بلکہ اگر کسی سال کسی شق میں کوئی مضمون بھی معیار پر پورا نہ اترے تو اس سال انعام نہ دیا جائے گا۔

(۸) انعام حاصل کرنے والے مضمون کا کاپی رائٹ مصنف کا ہوگا۔ لیکن انعامی مقالے یا تصنیف کے ۱/۲ کو بصورت اقتباس شائع کرنے کا فضل عمر فاؤنڈیشن کو حق ہوگا اور اگر تین سال تک انعامی مقالے یا تصنیف کو مصنف شائع نہ کرے تو کاپی رائٹ فضل عمر فاؤنڈیشن کا ہو جائے گا۔ مقالہ نویسندگان اپنے اپنے مقالوں کی کم از کم دو مجلد کاپیاں فاؤنڈیشن کے دفتر میں بھجوائیں۔

(الف) اگر کسی مقالہ کی طباعت و اشاعت فاؤنڈیشن کے خرچ پر زیر غور ہو اور مصنف کا اصرار ہو۔ کہ اسے مناسب رائلٹی ادا کی جائے تو فاؤنڈیشن اس پر غور کر سکتا ہے یعنی رائلٹی دے کر مقالہ چھپوانا خارج از امکان نہیں۔

(ب) اگر مقالہ نویس اپنا مقالہ خود شائع نہ کر سکتا ہو اور مقالہ کی اشاعت فاؤنڈیشن کے نزدیک سلسلہ کے مفاد کے لئے ضروری ہو۔ تو فاؤنڈیشن اس کی اشاعت کا مناسب انتظام کرے گا۔

(۹) مندرجہ بالا پانچوں شقوں کے وسیع عنوانات کے ماتحت کسی عنوان کا قائم کرنا خود مصنف کا کام ہوگا مگر بہتر ہوگا کہ عنوان کے متعلق وہ صدر محترم سے استصواب کرلے۔ انعام یافتہ مقالہ کی طباعت سے قبل اس مقالہ کے عنوان پر دوبارہ غور کیا جائے گا۔

(۱۰) اس امر کا فیصلہ کہ کوئی مضمون کس شق کے تحت آتا ہے یا یہ کہ کسی شق کے تحت بھی نہیں آتا محترم صدر فضل عمر فاؤنڈیشن کا کام ہوگا اور اس کے بارے میں ان کا فیصلہ قطعی اور آخری ہوگا۔

سیکرٹری فضلِ عمر فاؤنڈیشن۔ ربوہ

درخواستہائے دعا

میرے داماد عزیزم سید محمد احمد ابن مکرم سید فضل الرحمٰن صاحب فیضی آف منصوری کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے جس سے بتی کا تیزاب اُن کی آنکھوں میں پڑ گیا ہے اور بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے اور کالر بون میں فریکچر ہو گیا ہے۔ فوری طور پر سی ایم ایس میں داخل کر کے آنکھوں کا اپریشن کیا گیا ہے۔ ابھی پٹی نہیں کھلی۔ دردمندانہ درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ آنکھوں کا نور سلامت رکھے اور ہر قسم کی پیچیدگی سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین

(دعا جزہ مسعودہ اختر ترکی نشیمن سرگودھا)

برخوردار الیاس احمد جاوید بھٹی صاحب کی نانی صاحبہ بیمار ہیں۔ پھیپھڑے میں تکلیف ہے اور خون کی کمی کی وجہ سے کمزوری بہت زیادہ ہے۔ ہسپتال میں زیر علاج ہیں جماعت کے تمام بزرگان سے ان کی کامل صحت یابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

(اقبال احمد بھٹی۔ غلہ منڈی ربوہ)

میری والدہ محترمہ نذیرہ بیگم صاحبہ تقریباً دو ہفتہ سے بائیں ٹانگ میں شدید درد کی وجہ سے بیمار ہیں۔ علاج کے باوجود بیماری سے افاقہ محسوس نہیں ہو رہا۔ احباب جماعت سے دعا کے لئے عاجزانہ درخواست ہے۔

(ملک رفیق احمد ولد ملک منیر احمد مرحوم سابق کاتب الفضل دارالعلوم شرقی ربوہ)

مکرم شفیق احمد صاحب طاہر مربی سلسلہ بدین کی والدہ محترمہ کافی عرصہ سے بیمار ہیں۔ کچھ حصے پر فالج ہوا ہوا ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں ان کی مکمل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(عبدالحمید جاوید قائد مجلس ٹنڈو غلام علی ضلع بدین)

ہر ماہ کی بیس ۲۰ تاریخ تک لازمی چندہ جات مرکز میں بھجوا دئیے جایا کریں (ناظر بیت المال آمد ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیہ اوپن میرٹ سکالرشپ کے لئے درخواستیں طلب کر لی گئیں

پاکستان کا ہر طالب علم بلا تفریق مذہب و ملت یہ سکالرشپ حاصل کر سکتا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے جلسہ سالانہ ۱۹۷۵ء کے موقع پر اعلیٰ تعلیم کے لئے انعامی وظائف کا اعلان فرمایا تھا۔

ان میں سے دو اوپن میرٹ سکالرشپ ہیں جن کے لئے ہر پاکستانی طالب علم بلا تفریق مذہب و ملت درخواست بھجوا سکتا ہے اور دو وظائف صرف ان طلباء کے لئے ہیں جو جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

مذکورہ چار وظائف میں سے اِس وقت تک دو احمدیہ میرٹ سکالرشپ اور ایک احمدیہ اوپن میرٹ سکالرشپ یعنی کُل تین وظائف جاری کئے جا چکے ہیں۔

اِس لئے اب سال ۱۹۸۰ء کے لئے ایک احمدیہ اوپن میرٹ سکالرشپ کے لئے درخواستیں طلب کی جاتی ہیں۔ اس کے لئے بلا تفریق مذہب و ملت ہر پاکستانی طالب علم حسبِ شرائط مقررہ درخواست بھجوا سکتا ہے۔

اِس انعامی وظیفہ کے لئے درخواستیں مع مکمل کوائف (فوٹو سٹیٹ نقول کے ساتھ) ۳۰۔اپریل ۱۹۸۰ء تک بنام ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ آجانی چاہئیں۔

احمدی طلباء کے لئے ضروری ہوگا کہ اپنے امیر صاحب ضلع یا امیر صاحب جماعت مقامی کے توسط سے درخواستیں بھجوائیں۔

شرائط سکالرشپ مندرجہ ذیل ہوں گی

۱۔ یہ سکالرشپ صرف ان طالب علموں کے لئے ہوں گے جنہوں نے ۱۹۷۸ء یا ۱۹۷۹ء میں ایم۔اے/ایم۔ایس سی نہایت اعلیٰ فرسٹ کلاس میں پاس کیا ہوگا۔

۲۔ ہر سکالرشپ کی رقم ساٹھ پونڈ ماہوار یا اس کے متبادل غیر ملکی کرنسی ہوگی۔ اس سے زائد جو بھی تعلیم حاصل کرنے کے اخراجات ہوں گے وہ سکالرشپ حاصل کرنے والے کو خود برداشت کرنے ہوں گے۔ SPONSORSHIP کی ذمہ داری بھی خود امیدوار کی ہوگی۔

۳۔ پاکستان سے باہر جانے اور واپسی کے لئے کوئی سفر خرچ کی رقم نہیں دی جائے گی۔

۴۔ منتخب امیدوار سکالرشپ کے حقدار اسی وقت متصور ہوں گے جب وہ باقاعدہ طور پر بیرونی معیاری یونیورسٹی (ACCREDITED INSTITUTION) میں داخلہ لے چکے ہوں گے اور داخلہ کی تصدیق نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو بھجوائیں گے۔ داخلہ حاصل کرنے کی سب کارروائی امیدوار کو خود کرنا ہوگی۔

۵۔ سکالرشپ حاصل کرنے والے ہر امیدوار کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ بیرونی یونیورسٹی میں داخلہ کی تصدیق ۳۱-۱۲-۸۰ سے قبل نظارت تعلیم کو بھجوائے۔ اگر ایسی اطلاع ۳۱ دسمبر ۱۹۸۰ء تک نہ ملی تو منظور شدہ سکالرشپ کالعدم متصور ہوگا۔

البتہ آئندہ سال کے لئے انہی کاغذات کی بناء پر طالب علم مذکور کی درخواست مقابلہ میں زیر غور لائی جا سکے گی مگر اس کے لئے نئی اطلاع دینی ہوگی۔

۶۔ یہ سکالرشپ صرف دو سال کے لئے دیا جائے گا۔ دوسرے سال اِس صورت میں جاری رہ سکے گا کہ پہلے سال کی پراگریس رپورٹ اچھی ہوگی۔

۷۔ درخواست کے ساتھ دو پاسپورٹ سائز فوٹو اور جملہ سرٹیفکیٹوں کی تصدیق شدہ فوٹو سٹیٹ کاپیاں منسلک ہونی چاہئیں نیز حاصل کردہ نمبرات کی اور یونیورسٹی میں جو امتیازی پوزیشن حاصل کی ہو ان کی تصدیق بھی ضروری طور پر مہیا کرنی ہوگی۔

۸۔ جو امیدوار نظارت تعلیم کے اعلان سے پہلے ہی کسی بیرونی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہا ہوگا وہ اِس سکالرشپ کا مستحق نہ ہوگا۔

۹۔ ہر امیدوار کو ذہنی طور پر تیار ہو کر درخواست دینی ہوگی کہ وہ جملہ تعلیمی اخراجات و سفر خرچ۔ داخلہ کے سلسلہ میں مطلوبہ امتحانات و جملہ اقدامات خود کرے گا اور اِس امر میں انہیں نظارت کو مطمئن کرنا ہوگا۔

۱۰۔ انٹرویو بورڈ سے انٹرویو کے لئے آنا ضروری ہوگا اور اپنے خرچ پر۔

(ناظر تعلیم)

ضرورت محررین دفاتر تحریکِ جدید

تحریکِ جدید میں چند محررین کی ضرورت ہے۔ خدمت سلسلہ کا شوق رکھنے والے میٹرک پاس صحت مند نوجوان اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی درخواست صدر صاحب مقامی کی تصدیق کے ساتھ بھجوا دیں۔

تحریری امتحان مورخہ ۲۷-۱-۸۰ بروز اتوار گیارہ بجے قبل دوپہر ہو رہا ہے اور انٹرویو انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۸-۱-۸۰ کو ہوگا۔ اصل سندات ہمراہ لاویں۔

(وکیل الدیوان تحریکِ جدید ربوہ)

شاہی طبیب
حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے شاگرد
حضرت حکیم نظام جان رحمۃ اللہ علیہ
کا چشمہ فیض
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
اور
بالمقابل ایوانِ محمود ربوہ
اب
حکیم عبدالحمید رجسٹرڈ درجہ اوّل
کے زیرِ نگرانی کام کرتا ہے
گوجرانوالہ فون نمبر ۴۴۸۴۷
ربوہ فون نمبر ۶۳۸

پرانی امراض کی مندرجہ ذیل کیورز (CURES)
۱۵/- فی کیور (CURE) ملک بھر میں دستیاب ہیں۔
DIGESTIVE SYSTEM
CONSTIPATION CURE
DIARRHEA CURE
FLATULENCE CURE
PILES CURE
WORMS CURE
تفصیلی لٹریچر ۲۵/- پیسے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت منگوائیں۔
کیور ٹو میڈیلین (ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ پاکستان لاہور۔ کراچی۔ ہیڈ آفس:- ربوہ فون ۶۰۶/۶۰۷

یونانی طریق علاج
کو
پسند کرنے والے احباب کی خدمت میں ہم مندرجہ ذیل ادویات پیش کر سکتے ہیں:-
نرینہ اولاد گولیاں — مکمل کورس تیس ۳۰ روپے
حبِ اٹھرا — مکمل کورس پچیس ۲۵ روپے
شہزین — ایک ماہ کی خوراک دس ۱۰ روپے
مفید النساء — ایک ماہ کی خوراک دس ۱۰ روپے
ربوہ میں ہمارے سٹاکسٹ پبلک جنرل سٹور کمیٹی مارکیٹ بالمقابل ایوانِ محمود سے کمپنی کے مقرر کردہ نرخوں پر دستیاب ہیں۔
ملنے کا پتہ
حکیم انوار احمد جان ابن حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون ۳۹۹۷

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴